بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں مال کا حقیقی تصور

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله و صحبه أجمعين أما بعد.

آج دور جدید کی چکاچوند مادی ترقی اور ٹیکنالوجی سے لیس یہ دنیا سمٹ کر ایک گاوں بن گئی ہے جس سے تقارب الزمان کی تفسیر سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔اس مادیت زدہ دور میں انسان سماجی مواقع میں جس قدر قریب ہوا ہے اتنا قریب تاریخ کے کسی دور میں نہ تھا لیکن اس قربت کے بیچ انسانیت ہم سے کتنی دور ہوگی اس کا ہمیں ابھی اندازہ نہیں ہے کیوں کہ ہم جس نظام کے پابند ہیں وہ ایک مادیت زدہ سودی نظام ہے جس میں مطلب براری، مفاد پرستی اور موقع پرستی جیسی اخلاقی گراوٹیں جنم لیتی ہیں۔ اس مادی اور سرمایہ دارانہ نظام میں مسلمان اپنے آپ کو کس مقام پر محسوس کرتے ہیں اور ان کا دین انھیں مال کے سلسلے میں کس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے ذیل میں "چھوٹی منھ بڑی بات" کرنے کی کوشش کی گئی ہے واللہ الموفق والمعين ۔

قرآن وسنت کی روشنی میں شریعت اسلامیہ صالح مال کو زندگی گزارنے کا بڑا ذریعہ مانتی ہے اور اسکی تحصیل کیلئے کسب و محنت اور حسن تدبیر پر ابھارتی ہے، کیونکہ تمام انبیاء کرام جو توحید کے داعی تھے اپنی قوموں کو مال و دولت، عزت وآبرو اور عقل ودانش کی حفاظت پر بہت زور دیتے تھے۔اور اسلام نے بھی مال واولاد کو دنیوی زندگی کے لئے زینت کا سامان بتایا ہے (الکھف: 46) بلکہ بسا اوقات "مالا

يتم الواجب الا به فهو واجب" کے تحت مال کا حصول واجب ہو جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ بہت سے حقوق ادا کئے جائیں اور کئی مقامات پر مال کی بدولت عزت وحرمت کو پامالی سے بچایا بھی جا سکتا ہے۔

مال کی حقیقت: فی نفسہ مال سب کچھ تو نہیں ہے البتہ یہ ایک وسیلہ ہے جسے انسان کو ضرورت پڑتی ہے کہ وہ اس کو اپنے مختلف مصالح اور منافع میں استعمال کرے، لہٰذا مال محمود بھی ہو سکتا ہے اگر اس کے نتائج وثمرات بہتر اور صالح ہوں اور مال مذموم بھی ہو سکتا ہے اگر اس سے برے اثرات مترتب ہوں

کسب حلال کی ترغیب : ایسا نہیں ہے کہ اسلام فقیروں اور درویشوں کا دین ہے کہ اگر کوئی دنیا حاصل کرنے چلے تو آخرت چھوٹ جائے اور آخرت کے لئے جیے تو دنیا چھوٹ جائے اور یہ کہا جائے کہ فقیہ فقیر ہوتا ہے تو یہ ایک غلط فہمی ہے جسے دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ارشاد ربانی ہے " قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (الأعراف: 32) لہٰذا مومن نہ تو فقیر بنے اور نہ ہی درویشی کی زندگی گزارے۔ مال کیلئے محنت مشقت اور کسب پر ابھارنے والی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، ذیل میں ایک حدیث اور ایک اثر کے ذکر پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ صحیح بخاری کتاب البیوع میں ایک حدیث ہے: عن المقدام ، رضي الله عنه ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : ما أكل أحد طعاما قط خيرا من أن يأكل من عمل يده وإن نبي الله داود – عليه السلام – كان يأكل من عمل يده. (صحیح البخاری.(۲۰۷۲) ۷۴/۳ کتاب البيوع. باب كسب الرجل وعمله بيده)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد مسجد کے ایک گوشے میں عزلت گزینی اختیار کئے بیٹھے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟؟؟ انھوں

نے کہا کہ ہم توکل کرنے والے لوگ ہیں، حضرت عمر بن خطاب نے ان کو درّہ مار کر وہاں سے اٹھایا اور ان کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: لایقعدن أحدكم عن طلب الرزق ويقول : اللهم ارزقني وقد علم أن السماء لاتمطر ذهبا ولا فضة وإن الله يقول { إِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ} .(تخريج مشكلة الفقر - - -/ سكت عنه الألباني)

دین کے اندر ان تمام ترغیبات و ترہیبات کے باوجود آج مسلمانوں میں فقر اور بے روزگاری اپنا قدم جمائے ہوئے ہے، بالخصوص ہندوستانی مسلمانوں کیلئے تو یہ ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے، ہندوستانی مسلمانوں کو بڑے پیمانے پر خود کفیل ہونے کی ضرورت ہے ورنہ وہ دن دور نہیں جب انھیں ہر محاذ پر ہزیمت سے دوچار ہونا پڑے گا اور یہ فقر و محتاجگی ان کے دین و ایمان کے لئے بھی خطرہ بنے گی۔ اسلام میں بے روزگاری کو بڑی بری نظروں سے دیکھا گیا ہے اور عمل کو انتہائی پذیرائی حاصل ہے اور یہ مقولہ بھی مشہور ہے کہ "حرکت میں برکت ہے"۔ اس کے برخلاف بے روزگاری اور بے کاری سماج و معاشرے کے لئے بہت بڑی ناسور بیماری ہیں اور آنے والی زندگی پر اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں، آج کتنے ہی مسلمان نوجوان طاقت و قوت ہونے کے باوجود بے کار، بے روزگار اور نکھٹّو بنے بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے اندر کی طاقت و قوت کو زنگ آلود کرکے اس دھرتی کے وزن میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔
حالانکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو چست درست اور نشیط رہنے کو کہا ہے، اور اسلام کی نظر میں ایسے لوگ محبوب ہیں جو طاقتور ہوں اور اپنے کردار سے دنیا میں رنگ بھرنے والے ہوں لیکن جب کسی قوم سے عمل و نشاط چھن جاتا ہے تو پھر وہ بے وقعت ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کو اس دنیا میں اپنے وجود کے لئے ثبوت پیش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ آج اگر مسلمانوں میں بیداری پائی جاتی تو ہندوستان میں کوئی ان سے ہندوستانی ہونے کا سرٹیفیکٹ نہیں مانگتا۔

اخیر میں قرآن وسنت سے کچھ ہدایات پیش کی جارہی ہیں جو ہمارے لئے کسی مشعل راہ سے کم نہیں ہیں
{۱} اللہ رب العالمین کافرمان ہے : وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (القصص: ۷۷) یعنی دنیامیں سے اپنا حصہ لینامت بھولو۔ {۲} نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **نعم المال الصالح للرجل الصالح** (رواہ احمد وابن حبان والحاکم والبخاری فی الادب المفرد 299 وصححه الألباني) اس حدیث میں صالح افراد کیلئے صالح مال کو بہتر بتایا گیاہے، پر ہمارے ملک میں صالح افراد کولوگوں نے بے سیم وزر کردیاہے۔ {۳} مال کو جمع کرکے رکھنا چاہیئے تاکہ بال بچے اس کے وارث ہو سکیں جیسا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا تھا کی: **إنك أن تذر ذريتك أغنياء خير من أن تذرهم عالة يتكففون الناس** (متفق عليه) {۴} آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفراور فقر دونوں سے ایک ساتھ پناہ مانگتے تھے : **عن مسلم بن أبي بكرة قال : كان أبي يقول في دبر الصلاة اللهم أني أعوذ بك من الكفر والفقر وعذاب القبر فكنت أقولهن فقال أبي أي بني عمن أخذت هذا قلت عنك قال إن رسول الله صلى الله عليه و سلم كان يقولهن في دبر الصلاة . (النسائي ۳/ ۷۳) (۱۳۴۷)** صفة الصلاة ، باب التعوذ في دبرالصلاة : قال الشيخ الألباني : صحيح الإسناد) {۵} آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے :**اليد العليا خير من اليد السفلى** (متفق عليه) دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہوتا ہے، یعنی ہمیشہ خرچ کرنے والا بننا چاہیئے، کیونکہ خرچ کرنے والے کوعلو مرتبت حاصل ہوتا ہے

اللہ رب العالمین ہم تمام کو دین کی صحیح سمجھ عطاکرے اوراس پر عمل پیراہونے کی توفیق دے۔آمین

تیار کردہ:فواداسلم محمد اسلم، طالب:جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ
ای میل: foaadaslam@gmail.com